بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Regd S. No 1411

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

الصلح

فی پرچہ ۱؍

اتوار

۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۷۳

ایڈیٹر: عبدالقادر بی۔ اے

جلد ۶ | ۶ فتح ۱۳۳۲ھ - ۶ دسمبر سنہ ۱۹۵۳ء | نمبر ۲۰۶

اسرائیلی منصوبہ عربوں کو پانی کی فراہمی سے یکسر محروم کر دے گا۔

سلامتی کونسل میں حکومت شام کی تائید میں چوہدری ظفر اللہ خاں کی معرکۃ الآراء تقریر

نیویارک ۵ دسمبر۔ سلامتی کونسل نے کل رات دریائے اردن پر بند باندھنے کی یہودی سکیم کے خلاف اسرائیل کی شکایت پر پھر غور و خوض شروع کیا۔ جس میں یہ امر خاص طور پر زیر بحث آیا۔ کہ اسرائیل معاہدۂ صلح کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا ہے یا نہیں۔ اجلاس میں وزیر خارجہ پاکستان چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا۔ اسرائیل نے کہا ہے کہ یہ منصوبہ بہت نفع بخش ثابت ہو گا۔ یقیناً اس میں شبہ کی کونسی گنجائش ہو سکتی ہے۔ اور کون ہو گا جو اس کو چیلنج کرے گا۔ کوئی شخص بھی کسی منصوبے یا سکیم پر اس وقت تک سرمایہ نہیں لگاتا۔ اور اس وقت تک اسے تکمیل تک پہونچانے کی کوشش نہیں کرتا۔ جب تک کہ وہ پہلے ہی اطمینان نہ کر لے۔ کہ وہ منصوبہ اس کے لئے نفع بخش ثابت ہو گا۔ کسی منصوبے کا نفع بخش ہونا یا نہ ہونا یہاں زیر بحث نہیں ہے۔ جو چیز اس ضمن میں قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ جہاں تک غیر فوجی علاقے کا تعلق ہے۔ اس میں کسی منصوبے کا تیار ہونا۔ اور پھر اسے عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنا معاہدہ صلح کی خلاف ورزی پر دلالت کرتا ہے یا نہیں۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے اس مسئلہ پر پورے ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔ جس میں اس امر پر زور دیا کہ اسرائیلی پراجیکٹ کے بارے میں اقوام متحدہ کے نمائندے جنرل بینیکے نے جو تفصیلی رپورٹ اور دوسرے مسودات پیش کئے ہیں۔ ان سب کا ماحصل یہ ہے کہ یہودیوں سے جنرل بینیکے کا مطالبہ یہ تھا کہ جب تک متعلقہ فریقوں کے مابین اس بارے میں کوئی سمجھوتہ نہ ہو جائے۔ اس وقت تک کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا کام بند ہو جانا چاہیئے۔

آپ نے یہودیوں کی ان یقین دہانیوں کا بھی ذکر کیا۔ کہ عربوں کی زمینوں کے لئے جتنا پانی بھی درکار ہو گا۔ اسرائیل

(باقی دیکھیے صفحہ پر)

روس کے نئے راہنماؤں کے رویہ کے متعلق امریکہ اور برطانیہ میں اتفاق رائے پیدا نہیں ہو سکا

برطانیہ کی طرف سے روسی لیڈروں سے فوراً بات چیت شروع کرنے کا مطالبہ۔ برموڈا کانفرنس کا پہلا اجلاس

برموڈا ۵ دسمبر۔ کل برموڈا کانفرنس کا پہلا باقاعدہ اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں امریکہ کے صدر آئزن ہاور اور برطانیہ و فرانس کے وزرائے اعظم نے شرکت کی۔ اور عالمی صورت حالات کا جائزہ لیا۔ کانفرنس کے پہلے اجلاس کے بعد جو اعلان شائع کیا گیا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ کانفرنس میں اس امر پر مکمل اتفاق پایا گیا۔ روس اب بھی دنیا پر چھا جانے کی پالیسی پر گامزن ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ کانفرنس میں اس امر پر اختلاف رائے ہے کہ آیا روس کے نئے راہنماؤں کے نقطہ نگاہ میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے یا نہیں۔ برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر ونسٹن چرچل نے اس رائے کا اظہار کیا کہ روسی لیڈروں کے رویہ میں قدرے تبدیلی نظر آتی ہے۔ اس لئے ہمیں ان کے ساتھ روابط قائم کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیئے۔ صدر آئزن ہاور کی رائے اس کے برعکس ہے۔ انہوں نے کانفرنس میں مشرقی اور مغربی یورپ کے درمیان ثقافتی اور تمدنی تعلقات میں اضافہ کرنے پر زور دیا۔ فرانس کے وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں کہا۔ روس مغربی طاقتوں اور فرانس میں پھوٹ ڈالنے کی پالیسی پر متواتر عمل کر رہا ہے۔ لہذا ہمیں اس کی چالوں سے ہشیار رہنا چاہیئے تاکہ وہ اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہ ہو سکے

گورنر جنرل جناب غلام محمد چھ ہفتے باہر رہنے کے بعد واپس تشریف لے آئے

وزیر اعظم۔ گورنر سندھ۔ مرکزی وزراء اور سفراء کی طرف سے پرتپاک خیر مقدم

کراچی ۵ دسمبر۔ پاکستان کے گورنر جنرل غلام محمد چھ ہفتے ملک سے باہر رہنے کے بعد آج صبح واپس تشریف لے آئے۔ ہوائی مستقر پر آپ کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ اس موقعہ پر جناب محمد علی وزیر اعظم معہ بیگم مسٹر حبیب ابراہیم رحمۃ اللہ گورنر سندھ مرکزی وزراء۔ صوبائی اعلیٰ حکام۔ چیف کمشنر مسٹر نقوی بیرونی ممالک کے سفراء اور معززین شہر استقبال کے لئے موجود تھے

گورنر جنرل کی صحت پہلے سے بہتر معلوم ہوتی تھی۔ آپ نے طیارہ سے اترتے ہوئے بتایا۔ کہ میں طبی معائنے کے لئے ملک سے باہر گیا تھا۔ آپ نے پندرہ دن کے سوا باقی ایام بہت مصروفیت میں گزارے۔ ان پندرہ دنوں میں سے آپ نے کچھ عرصہ آغا خاں کے مہمان کی حیثیت سے گزارا۔ اور پانچ دن بوسٹن (امریکہ) میں زیر علاج رہے۔

عرب وزرائے اعظم کی کانفرنس

بیروت ۵ دسمبر۔ لبنان کے وزیر اعظم عبداللہ الیافی نے اعلان کیا ہے کہ وہ شام کے کرنل ادیب شیشکلی سے مشورہ کرنے کے بعد آجکل عرب وزرائے اعظم کی ایک کانفرنس طلب کرنے کے سلسلے میں دوسری عرب حکومتوں سے خط و کتابت کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا اس کانفرنس میں بین الاقوامی مسائل پر غور و خوض کے علاوہ فلسطین کے مسئلہ کو خاص طور پر زیر بحث لایا جائے گا۔

جاپان سیلون کی معرفت چین سے چاول خریدے گا

ٹوکیو ۵ دسمبر۔ جاپان نے حکومت سیلون سے کمیونسٹ چین کا ۲۰ ہزار ٹن چاول خریدنے کے بارے میں ایک معاہدہ کیا ہے کل ٹوکیو میں دونوں حکومتوں کے نمائندوں نے اس پر دستخط کر دیئے۔

پاکستان کو امداد ملتی رہے گی

امریکہ کے نائب صدر کا بیان

پشاور ۴ دسمبر۔ امریکہ کے نائب صدر نکسن نے اعلان کیا کہ امریکہ پاکستان جیسے آزاد ملک کی اقتصادی امداد جاری رکھے گا۔ نکسن نے یہ بھی کہا کہ میں نے بھارتی لیڈروں کو بتایا ہے کہ امریکہ کی طرف سے پاکستان کو فوجی امداد کی کسی سکیم کا مجھے علم نہیں۔

برطانیہ وادی نیل کے اتحاد میں روکاوٹیں پیدا کرے گا

پورے افریقہ میں اسلامی تہذیب پھیلا دو

(جنرل نجیب کا اعلان)

قاہرہ ۴ دسمبر۔ صدر جمہوریہ مصر جنرل نجیب نے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ برطانوی سامراج وادی نیل کے اتحاد کی راہ میں ہر ممکن روکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کرے گا جس کا مقابلہ کرنے کے لئے مصر و سوڈان کے نوجوانوں کو متحد ہو جانا چاہیئے۔ سارے براعظم افریقہ میں اسلامی تہذیب پھیلا دینی چاہیئے۔

یوگنڈا میں ریجنسی کونسل قائم کرنے کی تجویز

کمپالہ (یوگنڈا) ۵ دسمبر۔ یوگنڈا کے تین وزیروں نے کہا ہے۔ کہ وہ معزول شدہ بادشاہ کاباکا کی بجائے حکومت کا نظام چلانے کے لئے ریجنسی قبول کرنے کو تیار ہیں۔ انہوں نے کہا لیکن ہم اب بھی معزول شدہ شاہ کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور ہم حکومت برطانیہ کو ایک تار بھیج رہے ہیں۔ جس میں یہ مطالبہ کیا جائے گا کہ معزول شدہ بادشاہ کو واپس لا کر پھر تخت پر بٹھایا جائے۔

پنجاب لیگ اسمبلی پارٹی کا نیا چیف وہپ

لاہور ۵ دسمبر۔ پنجاب مسلم لیگ پارٹی کے لیڈر ملک فیروز خاں نون نے مسٹر عبدالحق گھمن کو پارٹی کا نیا چیف وہپ مقرر کیا ہے۔

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر الصلح میگزین لین سے شائع کیا۔

روزنامہ المصلح کراچی
مورخہ ۶ فتح ۱۳۳۲ھ

مسلمانوں کی پستی کے دو بڑے سبب

پاکستان کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد نے ترکی میں انقرہ یونیورسٹی کے پروفیسروں کو خطاب فرمایا۔ اور دورانِ گفتگو میں آپ نے مسلمانوں کی پستی کے اسباب بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اسکے دو بڑے اسباب ہیں۔ اول شخصی حکومت اور جاگیردارانہ نظام اور دوسرے رجعت پسند ملائیت:

تاریخی لحاظ سے یہ درست ہے کہ اسلامی ممالک میں شخصی حکومت کا فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہوا ہے۔ خلافت راشدہ کے اختتام کے بعد عالم اسلام میں خلافت محض شخصی حکومت میں تبدیل ہو کر رہ گئی تھی۔ اور انتخابی عنصر جس کا آغاز خلافت راشدہ میں ہوا تھا بالکل مفقود ہو گیا تھا۔ اور حکومت کو موروثی بنا دیا گیا۔ یہی چیز تھی۔ جس کے انسداد کے لئے حضرت عمرؓ نے اپنی وفات پر سختی سے اپنے بیٹے کے انتخاب سے منع فرمایا تھا۔ اگر اس مثال کو نمونہ بنایا جاتا۔ تو حضرت معاویہ اپنے بیٹے یزید کی بیعت کے لئے کوشش نہ کرتے۔ مگر افسوس ہے کہ ایسا نہ ہوا۔ اور آخر کار اسلامی حکومت سے طریق انتخاب کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ اور اس کی جگہ خالص موروثی طریق جاری ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو خاندان زور پکڑتا وہ حکمران خاندان کو تخت حکومت سے اتار کر آپ خود مختار حاکم بن جاتا۔ جس سے تمام عالم اسلام میں ایک طوائف الملوکی کی روح دوڑ گئی:

ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں حکمران کو ایسے امرا کی جماعت پیدا کرنے کی ہر وقت ضرورت تھی جو اس کی اور اس کے خاندان کے وفادار رہیں۔ اور اس کے بعد اس کے مقرر کردہ ولی عہد کی تائید کریں۔ جو اس کا اپنا بیٹا اور اگر بیٹا نہ ہوتا۔ تو قریبی رشتہ دار ہوتا تھا۔ امرا کی ایسی جماعت کا با اثر ہونا ضروری تھا۔ اس لئے حکمران انہیں جاگیریں عطا کرتے رہتے تھے۔ جس سے جاگیرداری نظام استحکام پذیر ہو گیا۔ یہ نظام دراصل مسلمانوں میں انوکھا نہیں تھا۔ اس عہد میں تقریباً تمام دنیا کے ممالک میں یہی نظام جاری تھا۔ اسلامی ممالک بھی اس رو سے نہ بچ سکے۔

یہ تو دنیاوی لحاظ سے تھا۔ مگر اس عہد میں مذہب کو بھی ایک خاص حیثیت حاصل تھی۔ یورپ میں پوپ نے اپنے پر پرزے خوب پھیلا رکھے تھے۔ اور بادشاہوں کے درباروں میں اس کے نائبین پادری موجود رہتے تھے۔ کلیسا کا تمام نظام اسکے ماتحت تھا۔

اسلامی ممالک میں اس قسم کا کوئی نظام پنپ نہیں سکا۔ کیونکہ بادشاہ خود اپنے آپکو خلیفہ وقت یعنی نائب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم خیال کرتا تھا۔ مگر چونکہ حکومت اور دولت نے مسلمان بادشاہوں پر بھی وہی اثر کیا تھا۔ جو دوسرے بادشاہوں پر ہوتا ہے۔ اس لئے انہوں نے براہ راست درباری علما پیدا کئے۔ جو ان کی خواہشات کے مطابق فتوے دیتے تھے اگرچہ اس کے باوجود ہر عہد میں علمائے حق بھی پیدا ہوتے رہے۔ جنہوں نے ہمیشہ اسلام کی صحیح تعلیم کو زندہ رکھا۔ مگر عوام پر زیادہ تر حکومت اور ان کے پروردہ علما کا ہی براہ راست اثر پڑتا تھا:

خلافت کا بادشاہی میں تبدیل ہو جانا جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے مسلمان خاندانوں میں سخت باعث نزاع بن گیا۔ جس کی وجہ سے مسلمان بجائے اسلامی تعلیمات کے مطابق ترقی کرنے کے بادشاہوں کی خواہشات کا آلہ کار بنے رہے۔ اور ان کی ملک گیری کی ہوس اور باہمی نزاع کی وجہ سے وہ بھی ہمیشہ خانہ جنگی میں مصروف رہتے۔

چونکہ عوام کی اکثریت ان دائمی خانہ جنگیوں کی وجہ سے سپاہیانہ زندگی گزارنے پر مجبور رہتی۔ اور اکثر علما بھی درباروں سے ہی وابستہ ہوتے تھے۔ عوام پر انہی کے خیالات کا اثر ہو سکتا تھا۔ ان علما نے آہستہ آہستہ اپنی پوزیشن قائم رکھنے کے لئے بہت سے قیاسی مسائل گھڑ لئے تھے۔ جن کے ذریعہ وہ عوام کو اپنے قبضہ میں رکھتے۔ اور بادشاہ وقت کی جہوسانہ لڑائیوں میں درباری علما کے اکسانے پر جہاد کے جوش کے ساتھ حصہ لیتے۔ اس وجہ سے بہت سے غیر اسلامی اور ان کے من گھڑت مسائل عوام کے دلوں میں جاگزیں ہو گئے۔

ان دہرے اثرات کی وجہ سے عوام مسلمانوں کی سیاسی آزادی اور مذہبی آزادی دونوں سلب ہو کر رہ گئیں۔ سیاسی لحاظ سے وہ شخصی حکمرانوں اور ان کے منظور نظر امرا کے غلام بن گئے۔ اور مذہبی لحاظ سے وہ درباری علما اور غلط کار صوفیوں کا شکار ہو گئے۔

یہ مختصر سا تاریخی اشارہ ہے۔ جو گورنر جنرل مسٹر غلام محمد صاحب کے متذکرہ بالا قول کا پس منظر ہے۔ اور اس لئے جو حقیقت پر مبنی سمجھا جا سکتا ہے۔ اس لئے جو لوگ یہاں ملائیت کے ذکر سے چڑتے ہیں۔ ان کی خدمت میں ہم یہی عرض کریں گے۔ کہ یہ صرف مسٹر غلام محمد اور دیگر ارباب حکومت کا ہی خیال نہیں ہے۔ بلکہ اکثر مذہبی لیڈروں نے اس تاریخی حقیقت کی تائید ہی کی ہے بلکہ جس ملائیت کی مذمت گورنر جنرل کے قول سے ملحق ہے۔ اسی ملائیت کی انہوں نے خود گورنر جنرل صاحب سے بھی کئی گنا بڑھ کر مذمت اپنی تقریروں اور تحریروں میں کی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی گزشتہ صدیوں میں من گھڑت فقہی مسائل کا اتنا گرد و غبار اسلام کے حسین چہرے پر چھا گیا ہوا ہے۔ اور صحیح چہرہ بالکل اوجھل ہو چکا ہے۔ اور خواہ کوئی کتنا اپنے آپ کو منقولیات اور معقولیات میں منتہی سمجھتا ہو چونکہ اس کی تعلیم اس فقہی تاریکیوں کے ماحول میں ہوئی ہے۔ یہ دعوے کرنا کہ وہ اسلام کا صحیح عرفان رکھتا ہے یا اسلام کا مزاج دان ہے سراسر ناقابل تسلیم ہے۔ بڑے سے بڑا عالم بھی اس زمانہ میں اپنے آپ کو اللہ تعالے کی مدد کے بغیر خود بخود ان تعصبات سے بالا نہیں کر سکتا۔ جو گزشتہ صدیوں میں درباری علما کی فقہی سرگرمیوں کی وجہ سے عوام و خواص کے ذہنوں میں راسخ ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت میں مسٹر غلام محمد کا قول کہ مسلمانوں کی پستی کا باعث شخصی حکومت جاگیردارانہ نظام اور رجعت پسند ملائیت ہے بالکل صحیح ہے۔ اور اس پر کوئی اعتراض کرنا حقیقت واقعہ کو جھٹلانا ہے۔

عرب ممالک کا اتحاد

عراق کے نئے حکمران شاہ فیصل دوم نے اپنی تخت نشینی کے بعد پہلی پارلیمنٹ کی رسم افتتاح کے موقعہ پر پچھلے دنوں جو تقریر کی ہے۔ اس میں انہوں نے سب سے زیادہ زور عرب ملکوں کے باہمی اتحاد پر دیا ہے۔ اور خصوصیت سے اسرائیل کے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ چیز تو انہوں نے نہایت ہی ضروری قرار دی ہے۔ آپ نے کہا ہے کہ صرف اور صرف اتحاد کے ذریعہ ہی عرب ممالک اپنے موجودہ مسائل اور بالخصوص اسرائیل کے بڑھتے ہوئے خطرے کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

جوان سال حکمران نے جس پر از عقلمندی سے عرب ملکوں کی بہتری کے لئے اتحاد جیسی چیز پر زور دیا ہے۔ وہ سو فیصدی درست ہے۔ عرب ملکوں کی کمزوری کا بڑا سبب ان کے آپس کے اختلافات اور تنازعات ہیں۔ اگر وہ متحد ہوتے۔ تو یقیناً ان کی موجودہ حالت ایسی نہ ہوتی۔ اور وہ بیرونی سازشوں کا شکار نہ ہوتے۔ اور خاص طور پر اسرائیلی خنجر ان کے سینہ میں اسطرح ہرگز پیوست نہ ہوتا۔

ان اختلافات اور تنازعات میں سب سے زیادہ بلکہ اصل دخل ان برسر اقتدار گروہوں اور حکمرانوں کا ہے۔ جو پچھلے لمبے عرصہ سے ان ممالک کی سیاسیات پر حاوی رہے ہیں۔ جو یا تو تیزی سے بدلے ہوئے بین الاقوامی حالات کے ماتحت اپنے آپ کو بدلنے کے لئے تیار نہ تھے۔ اور یا پھر ملکی مفاد کی بجائے ذاتی مصلحت کو ترجیح دیتے۔ اور خصوصاً دوسرے عرب ممالک کے ساتھ ایثار اور رواداری کا برتاؤ نہ کرتے۔ اس کے نتیجہ میں وہ دوسرے ممالک کی سازشوں کا شکار ہوتے اور اپنے اپنے وجود کو قائم رکھنے کے لئے انہیں لازماً غیروں کا سہارا لینا پڑا۔ جنہوں نے ان اختلافات کو اور زیادہ ہوا دی۔ حتیٰ کہ باہمی اتحاد کی کوئی توقع ہی نہ رہی۔ اسرائیل کا فتنہ بھی بعض بڑی طاقتوں کے اشارہ پر انہی حالات کی پیداوار تھی۔

اتفاق ہے کہ آج یہ صورت حال بہت حد تک بدل چکی ہے۔ بیشتر عرب ممالک سے طبعی یا غیر طبعی طور پر ان پرانے حکمرانوں اور طبقوں کی اقتدار کی گرفت اٹھ چکی ہے۔ مصر۔ اردن۔ عراق اور حجاز وغیرہ ان سب ملکوں میں کسی نہ کسی طرح برسر اقتدار لوگ ہٹائے جا چکے ہیں۔ اور اب جو لوگ ان کے جانشین ہوئے ہیں وہ فرداً فرداً بھی زیادہ روشن خیال باہمی مفادات کا لحاظ رکھنے والے۔ باہمت اور بین الاقوامی حالات سے زیادہ واقف سمجھے جا رہے ہیں۔ اور ان کے متعلق امید بندھتی ہے کہ وہ بیرونی سازشوں سے بچ کر عرب ممالک کے باہمی مسائل پر زیادہ توجہ دیں گے:

اسی طرح ان ملکوں کے عوام بھی اب پہلے سے زیادہ بیدار ہو چکے ہیں اور ان میں صلاحیت اتنی ضرور پیدا ہو گئی ہے۔ کہ وہ اپنے مفاد کے خلاف سامراجی طاقتوں کی سازشی سیاست سے بچنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور پھر اسرائیل جو سب عرب ممالک کا ایک جیسا اہم مسئلہ ہے۔ برطانیہ اور امریکہ کی طرف سے اس کی ناجائز پشت پناہی نے انہیں اور زیادہ ہوشیار کر دیا ہے۔

مشرق وسطیٰ کی حالیہ سیاست سوڈانی انتخابات اور عرب ایشیائی گروپ کی طرف سے اکثر بین الاقوامی مسائل پر ان ممالک کی موجودہ اتحاد لسانی بھی اسی سلسلے میں بہت اہمیت رکھتی ہے:

ان موافق حالات سے اگر عرب ممالک فائدہ اٹھانا چاہیں تو یقیناً وہ بڑی عمدگی سے ایسا کر سکتے ہیں۔ اور جس طرح شاہ فیصل نے کہا۔ وہ باہمی اتحاد اور تعاون کے ساتھ

(باقی ص ۶ پر)

ایک لمحۂ فکریہ

قبریں

ثم اماتہ فاقبرہ

(ابن رشد کے قلم سے)

کل شام کی بات ہے۔ میں لاہور سے ربوہ کے لئے بس پر سوار تھا۔ دریائے راوی کے پل سے ذرا ورے انگریزوں کی کچھ قبریں دریا کے کنارے پر ہیں۔ بس کی پچھلی سواریوں میں سے ایک صاحب نے ان قبروں کی صفائی۔ ترتیب اور ان پر درختوں کے سائے کو دیکھ کر کہا۔ کہ یہ زندگی میں بھی جنت میں رہے۔ اور مر کر بھی جنت میں ہیں۔ اس آواز کو میرے ہمسفروں میں سے کسی نے درخور اعتناء نہ سمجھا۔ اور کسی نے اس کا جواب نہ دیا۔ میں نے جب مُڑ کر دیکھا۔ تو ایک دو نگاہیں کہنے والے کی بے ہنگم بات پر اسے گھور رہی تھیں۔ اور وہ کچھ کھسیانا سا نظر آرہا تھا۔ بظاہر بات آئی گئی ہوگئی۔ میں اس بات پر حیرت زدہ تھا۔ کہ اس "مسلمان" نے کیا بات کہہ دی ہے۔

میں اسی خیال میں محو تھا۔ کہ قبروں کے متعلق ایک وسیع مضمون میرے دماغ پر حاوی ہوگیا۔ اور میں دیر تک اس تصور میں گم رہا۔ موت ہر جاندار کے لئے ضروری ہے۔ پیدائش موت کا پیش خیمہ اور اسکی بنیاد ہے۔ انسان اس چند روزہ زندگی میں کہاں غیر محدود ترقی حاصل کرسکتا ہے۔ حالانکہ اس کا دل اسکی فطرت اسی کے استعدادوں کی وسعت بتا رہی ہے۔ کہ وہ غیر محدود ترقی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اس لئے اس کے سامنے ایک لافانی دنیا اور ابدی حیات والا جہان ہونا لازمی ہے۔ یہ انسان اس ابدیت کی دنیا میں کس طرح داخل ہو؟ اس کا کونسا راستہ ہے؟ یقیناً موت ہی ابدیت تک پہنچنے کی راہ ہے۔ اس لئے موت انسان کے لئے ناگزیر ہے۔ نہ کوئی اس سے بچا ہے۔ اور نہ آئندہ بچ سکے گا۔ اور نہ کسی کو اس سے بچنے کی خواہش کرنی چاہیئے۔ ہاں مدنظر رکھنے والی صرف یہ چیز ہے۔ کہ موت کے آنے سے پیشتر ہم ابدیت کی تیز رفتار گاڑی میں سوار ہونے کی فطری استعدادوں کو بیدار کرلیں۔ اور رخت سفر کا جائزہ لے لیں۔ تا اس دائمی دنیا کا دروازہ کھلنے پر ہم اپنے محبوب آقا سے یہ کہتے ہوئے لپٹ جائیں ؎

درفقط یہ تھا کہ پائیں نہ تجھے ہم ناداں
جان جانے کا تو اے جانِ جہاں ڈر ہی نہیں

جب موت آتی ہے۔ اور انسان فوت ہوجاتا ہے۔ یعنی اس دنیا کے بندھنوں اور علائق سے چھوٹ جاتا ہے۔ تو زندہ لوگ مردہ لاش کے ساتھ مختلف سلوک کرتے ہیں۔ کچھ اسے پرندوں کی خوراک بننے کے لئے اونچے مقامات پر رکھ دیتے ہیں۔ کچھ اسے جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیتے ہیں۔ اور ہڈیوں کو دریا میں پھینک دیتے ہیں۔ اسلام اور دوسرے بعض مذاہب نے میت کو دفن کرنے کا طریق قائم کیا ہے۔ اس طرح نعش کا اعزاز بھی ہوتا ہے۔ اور ایک رابطہ بھی موجود رہتا ہے۔ اس سے ہر آنے جانے والے زندہ انسان کو اپنا انجام بھی یاد آتا رہتا ہے۔ قبر کے بہت سے فوائد ہیں۔ مگر درحقیقت قبر ایک نظر نہ آنے والا مقام ہے۔ جو مرنے کے بعد ہر انسان کو ملتا ہے۔ ثم اماتہ فاقبرہ اس مقام پر جسم کو جلا دینے یا پرندوں کو کھلا دینے سے کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ اس قبر میں اللہ تعالےٰ انسان کو داخل کرتا ہے۔ جس طرح اس دنیا میں داخلہ سے پہلے جسم کی نشوونما رحم مادر میں ہوتی ہے۔ اسی طرح اگلے جہان میں داخلہ سے پہلے روح کا ارتقاء قبر سے وابستہ ہے۔ ظاہری قبر تو اس جسم کی عزت و حرمت کی ایک علامت ہے۔ اصل قبر تو اور ہے۔ مگر ظاہر بین نگاہیں اینٹ اور گارے کی قبروں کو دیکھتی ہیں۔ ان کی سفیدی اور صفائی ان کی نظروں کو خیرہ کر دیتی ہے۔ اور کم فہمی سے خیال کرتی ہیں۔ کہ جن کے پسماندوں نے چونے اور سیمنٹ سے قبروں کو سجا دیا۔ وہ جنت میں چلا گیا۔ یہ تصور انسانیت کی توہین ہے۔ اور حقیقت سے کوسوں دور۔ یہ ظالم دنیا مقدسوں سے ستم ظریفی سے پیش آتی رہی ہے۔ اور آج بھی آرہی ہے۔ کتنے برگزیدہ بندے ایسے گذرے ہیں۔ کہ ان کو تختۂ مشق مظالم بنا کر ظالموں نے ان کے کفن و دفن میں بھی روکیں ڈال دی تھیں۔ آج تاریخ ان میں سے بعض پر مرثیہ خواں ہے۔ مگر کئی ہیں۔ جن کا ذکر تاریخ کے اوراق میں بھی نہیں۔ ہاں خدائے ذوالجلال کے ہاں وہ بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ اور ابدیت کی منزلوں کو برق رفتاری سے طے کر رہے ہیں۔

میں اس تصور میں اتنا دور چلا گیا۔ کہ میری زبان سے بے ساختہ یہ فقرہ نکل گیا۔ کہ "یہ قبریں حقیقی قبریں نہیں"۔ میرے دائیں جانب بیٹھے رفیق سفر نے کہا۔ کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے نہایت ایجاز سے اسے اپنے تصورات پر آگاہ کیا۔ اور بات اس جگہ ٹھہری۔ کہ مسلمانوں کا بھی فرض ہے۔ کہ اپنے فوت شدہ بزرگوں۔ عزیزوں اور بھائیوں کی قبروں کو صاف ستھرا رکھیں۔ اور ان کے منظر کو بے صورت و حشتناک نہ بنائیں۔ آخرت کا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہے۔ ظاہر بین انسانوں کی کجروی اور غلط فہمی کو روکنا ہو بھی ضروری ہے۔ آخر کیا وجہ ہے۔ کہ گوروں کے قبرستان تو پاکستان میں بھی سایہ دار اور صاف ستھرے ہوں مگر مسلمانوں کے قبرستانوں کا حال ایسا نہ ہو؟

دنیا کے دور دراز علاقوں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کیلئے جماعت احمدیہ کی مساعی

ہالینڈ کے متعدد جلسوں میں تقاریر۔ مغربی افریقہ کے عیسائیوں کو دعوت اسلام

مرسلہ وکالت تبشیر ربوہ

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

(رپورٹ ماہ ستمبر ۱۹۵۳ء)

ہیگ میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس کا اعلان وہاں کے دو اخباروں کے ذریعہ قبل از وقت کرا دیا گیا تھا۔ ہمارے نومسلم بھائی مکرم واجد خان کاؤن نے "حقیقی صوفی" پر تقریر کی۔ اور قبل ازیں مولوی ابوبکر صاحب ایوب نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ جس کا ترجمہ مسٹر عبداللہ خاں نے جن کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا تھا۔ حاضرین کو سنایا۔ محترم واجد صاحب نے اپنے مضمون میں صوفی بننے کے لئے تزکیہ نفس کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ نے یہ بھی کہا۔ کہ ہر مسلمان حقیقت میں صوفی ہے۔ اور ہر سچا صوفی اسلام کا سچا متبع۔ آپ کی تقریر میں ایک پروفیسر۔ جو صوفی ازم کے پیرو ہیں۔ شامل تھے۔ تقریر کے بعد حاضرین کو تبادلہ خیالات کے لئے دو گھنٹے وقت دیا گیا۔ چنانچہ ان کے بہت سے سوالات کے جواب دیئے گئے۔ پروفیسر کے سوالات کے جوابات بھی نہایت شرح و بسط سے دیئے گئے۔ مسٹر عبداللہ خاں نے اپنی تقریر میں اسلام اور صوفی موومنٹ جس کے پیروکار ہالینڈ میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ میں فرق پر روشنی ڈالی۔

ایک عیسائی سوسائٹی کی طرف سے مختلف مذاہب کے پیروکاروں کی طرف سے تقریر کرانے کا اہتمام ہوا تھا۔ جس کے انچارج لائیڈن یونیورسٹی کے ایک پروفیسر تھے۔ ہمیں بھی دعوت نامہ موصول ہوا۔ اور مولوی ابوبکر صاحب وہاں تشریف لے گئے۔ اور نہایت ہی خوش اسلوبی سے اسلام کا پیغام پہنچایا۔

Humanist سوسائٹی کی ایک شاخ کی طرف سے جو نوجوان افراد پر مشتمل ہے۔ روٹرڈم میں تقریر کرنے کی دعوت ملی۔ چنانچہ خاکسار نے تقریر کی۔ جس میں اسلام اور دوسرے مذاہب کے مقابلہ پر ایک گھنٹہ روشنی ڈالی۔ سامعین کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ اس کے علاوہ احباب جماعت کو اسلامی مسائل سے مزید روشناس کروانے کے لئے ہر ماہ میں دو اجلاس ہوتے رہے۔ جن میں مختلف مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔

ایک پبلشر کمپنی کی طرف سے جماعت احمدیہ اور اس کی غرض و غایت کے موضوع پر مقالہ کی دعوت ملی۔ جو تیار کیا جا رہا ہے۔ جو انشاء اللہ جلد شائع کیا جائیگا۔

قرآن مجید جس کا ڈچ زبان میں ترجمہ ہوا ہے۔ اس کے آخری پروف دیکھ کر پریس میں بھیج دیا گیا ہے۔ تقریباً پانچ پارے اس ماہ چھپ چکے ہیں۔

احمدیہ مشن گولڈ کوسٹ کی تبلیغی مساعی

(ششماہی رپورٹ از مارچ تا ستمبر)

مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر مبلغ انچارج گولڈ کوسٹ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے کئی مشکلات کے باوجود جماعت کے کاموں میں نمایاں ترقی ہوئی۔ مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم جو علاقہ اشانٹی میں کام کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں ۱۷ مقامات کا دورہ کیا۔ اور مختلف جگہوں میں مختلف مواقع پر تبلیغی جلسے منعقد ہوئے۔ جس میں پیرا ماؤنٹ چیفس بھی وقتاً فوقتاً شامل ہوتے رہے۔ ۵ عیسائی مدارس میں "اسلامی رواداری" اور "اسلامی مساوات" پر لیکچر دیئے۔ The True story of Crucifiction کی دس ہزار کاپیاں شائع کرکے تقسیم کیں۔

تعلیم و تربیت:۔ قرآن کریم۔ احادیث نبویؐ اور دعوۃ الامیر کا درس دیتے رہے۔ نومبائعین کو قرآن مجید اور نماز با ترجمہ کے اسباق پڑھاتے رہے۔ اس عرصہ میں شہر کے مختلف اکابرین سے ملاقاتیں کیں۔ جن میں سے وزیر لوکل گورنمنٹ اخبارات کے ایڈیٹرز۔ یورپین ڈپٹی کمشنر۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور پیرا ماؤنٹ چیف قابل ذکر ہیں۔ برادرم سعود احمد صاحب جو احمدیہ سکنڈری سکول میں پڑھاتے ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ہر روز سکول جانے کے علاوہ اپنا فارغ وقت تبلیغی کاموں میں صرف کرتے رہے۔ چنانچہ کماسی کے متعدد اکابرین کو مل کر انہیں سلسلہ سے متعلق معلومات بہم پہنچائیں۔ اور انہیں مطالعہ کے لئے لٹریچر دیا۔ اس عرصہ میں انہوں نے مقامی اخبار "اشانٹی پاؤنیر" میں دو مقالے لکھے۔ Education with Reformed اور دوسرا Reformation of Religion and Science اس کے علاوہ طلباء میں مذہبی شوق اور اپنی معلومات میں اضافے کے لئے قرآن مجید کے اقتباسات احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات نوٹس بورڈ پر چسپاں کئے۔ کماسی میں الیسٹر کے موقع پر ایک تبلیغی لیکچر دیا۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

پروگرام جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ

۲۶ - ۲۷ - ۲۸ دسمبر ۱۹۵۳ء

۲۶ - ۲۷ - ۲۸ فتح ۱۳۳۲ھ

پہلا دن ۲۶ دسمبر ۱۹۵۳ء بروز ہفتہ

پہلا اجلاس

وقت	پروگرام	مقرر
۹-۰۰ سے ۹-۱۵ تک	تلاوت قرآن کریم ونظم	
۹-۱۵ ″ ۹-۴۵ ″	افتتاحی تقریر	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ
۹-۴۵ ″ ۱۰-۱۵ ″	ذکر حبیبؑ	حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب ڈی ڈی بی سابق مبلغ انگلستان
۱۰-۱۵ ″ ۱۱-۰۰ ″	جماعت احمدیہ انڈونیشیا کے حالات	جناب سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا
۱۱-۰۰ ″ ۱۱-۴۵ ″	محبت الٰہی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم	جناب مرزا عبد الحق صاحب بی اے ایل ایل بی پراونشل امیر پنجاب۔ سرگودہا

دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر و عصر

وقت	پروگرام	مقرر
۱-۰۰ سے ۱-۱۵ تک	تلاوت قرآن کریم ونظم	
۱-۱۵ ″ ۲-۰۰ ″	قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ نہیں	جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری پرنسپل جامعہ احمدیہ
۲-۰۰ ″ ۲-۴۵ ″	مذہبی آزادی کے متعلق اسلام کا نقطۂ نظر	جناب ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے۔ ایل ایل بی گجرات
وقفہ ۵ منٹ برائے اعلانات		
۲-۵۰ ″ ۳-۳۵ تک	اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے متعلق پیشگوئیاں	جناب مولوی عبد الغفور صاحب فاضل مبلغ لاہور

دوسرا دن ۲۷ دسمبر ۱۹۵۳ء بروز اتوار

وقت	پروگرام	مقرر
۹-۰۰ سے ۹-۱۵ تک	تلاوت قرآن کریم ونظم	
۹-۱۵ ″ ۱۰-۰۰ ″	بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات	جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب فاضل بی۔ اے وکیل التبشیر تحریک جدید
۵ منٹ وقفہ برائے اعلانات		
۱۰-۰۵ ″ ۱۰-۵۰ ″	اسلام اور تزکیہ نفس	جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ وتبلیغ جماعت احمدیہ
۵ منٹ وقفہ برائے اعلانات		
۱۰-۵۵ ″ ۱۱-۴۰ ″	تجار کے متعلق اسلامی تعلیم	جناب حافظ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج لاہور

دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر وعصر

وقت	پروگرام	مقرر
۱-۳۰ سے ۱-۴۵ ″	تلاوت قرآن کریم ونظم	

تقریر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ امام جماعت احمدیہ

تیسرا دن ۲۸ دسمبر ۱۹۵۳ء بروز پیر

پہلا اجلاس

وقت	پروگرام	مقرر
۹-۰۰ سے ۹-۱۵ تک	تلاوت قرآن کریم ونظم	
۹-۱۵ ″ ۱۰-۰۰ ″	حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حکومت برطانیہ	جناب مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے ناظر امور عامہ وخارجہ
۵ منٹ وقفہ برائے اعلانات		
۱۰-۰۵ ″ ۱۰-۵۰ ″	شان محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم	جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس فاضل سابق امام مسجد لندن
۵ منٹ وقفہ برائے اعلانات		
۱۰-۵۵ ″ ۱۱-۴۰ ″	زیر تجویز	

دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر وعصر

وقت	پروگرام	مقرر
۱-۳۰ سے ۱-۴۵ تک	تلاوت قرآن کریم ونظم	

تقریر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ امام جماعت احمدیہ

نوٹ ۱: پروگرام میں تبدیلی کا اختیار ناظر دعوۃ وتبلیغ کو ہوگا۔
″ ۲: دوران تقریر میں کسی صاحب کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی

ناظر دعوۃ وتبلیغ ربوہ

اسلام اور مزاح فی الکلام

(از مکرم مولوی عبد المنان صاحب واقف زندگی احمد نگر)

زندگی کی لطیف حیات میں سے ایک چیز ظرافت خوش طبعی اور مزاح بھی ہے۔ دوسروں کے ساتھ خوش دلی اور خوش طبعی کے ساتھ پیش آنا اس طور پر کہ دوسرے کو اس سے کوئی تکلیف بھی نہ ہو بلکہ اس کی روح کی نشاط کا سامان اس میں ہو۔ مومن کا خاصہ ہے۔ اسلام کی تعلیمات میں جابجا ایسی تلقین ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی زندگیوں میں ایسے واقعات اور امثلہ ملتی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں یہ چیز اس مقولہ کی حد تک ضرور تھی کہ المزاح فی الکلام کالملح فی الطعام۔

حضرت عبد اللہ بن حارثؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ با مذاق کوئی شخص نہیں دیکھا اور صحابہؓ کے متعلق ادب المفرد میں لکھا ہے "لم یکن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متحزقین ولا متماوتین وکانوا یتناشدون الشعر فی مجالسھم ویذکرون امر جاھلیتھم فاذا ارید احد منھم من شیٔ من امر اللہ دارت حمالیق عینیہ کانہ مجنون"۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ مردہ دل اور خشک مزاج نہ تھے۔ اپنی مجلسوں میں اشعار گاتے تھے۔ جاہلیت کے واقعات کا تذکرہ کرتے تھے۔ لیکن جب کوئی دینی ذمہ داری کا کام آپڑتا۔ تو ان کی آنکھیں اس طرح الٹ جاتیں کہ گویا وہ مجنوں ہیں۔ لیکن اسلام نے جہاں ہر انسانی جذبہ کو اخلاقی حدود میں جکڑ کر رکھا ہے۔ وہاں کچھ حدبندیاں مزاح اور خوش طبعی کے لئے بھی تجویز کی گئی ہیں۔ ایسی دل لگی اور ہنسی مذاق اسلام جائز قرار نہیں دیتا۔ جیسا کہ آج کل کے بعض لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ کہ کئی کئی گھنٹے فضول گپوں میں ضائع کر دیئے جاتے ہیں۔ اور ایسی ان میں لغو تمسخر اور عیب چینی کی عادت پائی جاتی ہے۔ کہ بجائے لطف وراحت حاصل کرنے کے رنج وغم اور لڑائی جھگڑا تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

بلکہ اسلام مزاح کے متعلق یہ طریق بیان کرتا ہے۔ کہ وہی مزاحیہ کلام جائز اور مستحب ہے جو سچ اور حقیقت پر مبنی ہو۔ اور جھوٹ کا کوئی شائبہ اپنے اندر نہ رکھتا ہو۔ حدیث شریف میں آتا ہے "قالوا یا رسول اللہ انک تداعبنا قال انی لا اقول الا حقا"۔ کہ صحابہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ کیا آپؐ ہم سے مذاق فرماتے ہیں؟ تو فرمایا! ہاں! مگر میں جو کہتا ہوں سچ کہتا ہوں۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور سے پوچھا یا رسول اللہ آپؐ مجھ سے مذاق فرمایا کرتے ہیں کیا اس پہ کوئی مواخذہ تو نہ ہوگا؟ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ان اللہ لا یواخذ المزاح الصادق فی مزاحہ"۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مزاحیہ کلام کا جو حق ہو مواخذہ نہیں فرمائے گا۔

پھر دوسرا طریقہ اسلام ہنسی مذاق کے متعلق یہ بیان فرماتا ہے۔ کہ مذاق سے کسی کی توہین دلشکنی دلآزاری مقصود نہ ہو۔ جس سے کہ اس کے جذبات واحساسات کو ٹھیس لگے۔ حدیث شریف میں آتا ہے عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تمار اخاک ولا تمازحہ ولا تعدہ موعدا فتخلفہ" کہ اپنے بھائیوں سے لڑائی جھگڑا اور تمسخر اختیار نہ کرو۔ اور نہ ہی وعدہ کے خلاف کرو۔

اس موقعہ پر بطور سبق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کے خوش طبعی اور مذاق کے چند واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) ایک دفعہ آپؐ نے دل لگی کے طور پر ایک شخص سے پوچھا بتاؤ تمہارے ماموں کی بہن تمہاری کیا لگی؟ وہ سادہ لوح شخص سوچنے لگا۔ آپؐ مسکرائے اور فرمایا! کچھ ہوش کرو تمہیں اپنی اماں بھول گئی!"

(۲) ایک دفعہ ایک عورت اپنے خاوند کا ذکر کر رہی تھی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ تفنن فرمایا کہ تیرا خاوند وہی ہے نا جس کی آنکھ میں سفیدی ہے۔ اس پر اس عورت نے عرض کیا کہ نہیں! میرے خاوند کی آنکھ تو بالکل صحیح سالم اور بے عیب ہیں۔ اسے یہ خیال نہ آیا کہ ہر شخص کی آنکھ کا ایک حصہ سفید بھی ہوتا ہے؟

(۳) ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر سواری کے لئے ایک اونٹ طلب کیا تو آپؐ نے صحابہ کو فرمایا! اسے ایک اونٹ کا بچہ دیدو۔ اس نے عرض کی! حضور میں اونٹ کا بچہ لے کر کیا کروں گا۔ مجھے تو سواری کی ضرورت ہے اس لئے اونٹ دلوائیے۔ حضور نے پھر فرمایا! کہ تجھے اونٹ کا بچہ ہی دیا جائے گا۔ وہ بہت حیران ہوا اور صحابہؓ ہنسنے لگے۔ تو حضور نے فرمایا! کہ اے نادان! آخر اونٹ بھی تو اونٹ کا بچہ ہی ہوگا۔ حضور کا یہ مذاق کوئی خلاف واقعہ نہیں تھا۔ ہر اونٹ حقیقتاً اونٹ کا بچہ ہی ہوتا ہے۔ یہ حضورؐ نے اس شخص سے محض خوش طبعی کے لئے فرمایا۔ جس پر سب نے لطف اٹھایا۔ (باقی)

نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا انتخاب

۲۷ ر دسمبر ۵۳ء بوقت ۷ بجے شب بمقام سٹیج جلسہ سالانہ (مردانہ)

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نائب صدر مرکزیہ کا انتخاب ہوگا۔ جس میں جملہ مجالس کے صرف نمائندگان شریک ہو سکیں گے۔ اس لئے مجالس خدام الاحمدیہ شوریٰ کے نمائندگان کی طرح اپنے نمائندگان کا انتخاب کر کے مرکز کو اطلاع دیں۔ اور جلسہ پر آتے وقت نمائندگان تعارف نامہ ہمراہ لائیں۔ تا ٹکٹ جاری کرنے میں سہولت ہو۔ ہر مجلس اپنے اراکین کی تعداد پر ہر بیس یا بیس کی کسر پر ایک نمائندہ بھجوا سکتی ہے۔

جملہ مجالس اس سلسلہ میں اپنے ہاں فوری اجلاس عامہ بلا کر نائب صدر مرکزیہ کے عہدہ کے لئے دو ناموں کا انتخاب کر کے زیادہ سے زیادہ ۱۵ ر دسمبر ۵۳ء تک مرکز میں بھجوا دیں۔ مرکز میں آنے والے ایسے ناموں کا اخبار کے ذریعے اعلان کیا جائیگا۔ اس اعلان کے بعد ان معین ناموں میں سے نائب صدر اوّل سردست کا انتخاب ہوگا۔ جن کے لئے مجالس اپنے نمائندگان کو اپنی اکثریت کی رائے سے اطلاع دیں گی۔ اس انتخاب کے لئے دستور اساسی کے قواعد ۹۰ ، ۹۱ ، ۹۲ ، ۹۳ پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔ اس لئے انہیں خاص طور پر ملحوظ رکھا جائے۔ اس انتخاب میں یہ امر مدنظر رکھا جائے۔ کہ جو دو نام منتخب کئے جائیں۔ وہ مرکز میں رہائش رکھتے ہوں۔

وقت کی کمی کے پیش نظر مجالس سے توقع ہے۔ کہ وہ فوری ضروری کارروائی کر کے مرکز میں اطلاع دیں گی۔ (نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

اعلان دار القضاء

بمطالبہ مرزا مہتاب بیگ صاحب سیکرٹری کمیٹی ہائے تعاونی قادیان حال ربوہ از ملک لوہسپ خان صاحب ولد ملک نقش خان صاحب کارکن پرسین کمپنی لاہور حال محبوب آرمز کمپنی ریلوے روڈ منٹگمری وغیرہ مبلغ ۶۰/- روپے بقایا کمیٹی معہ ایک روپیہ بابت اخراجات مشترکہ کا فیصلہ بحق مرزا مہتاب بیگ صاحب مدعی بخلاف ملک لوہسپ خان صاحب موصوف کیا گیا ہے۔ جس کی منسوخی کے لئے میعاد برائے درخواست ایک ماہ مقرر کی گئی ہے۔ کیونکہ ملک لوہسپ خان صاحب کو بطریق معمولی اطلاع فیصلہ نہیں ہو سکی۔ اس لئے اعلان ہذا کے ذریعہ ان کو فیصلہ کی اطلاع دی جا رہی ہے۔ (قاضی سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ پاکستان)

ورلڈ پریس ڈائرکٹری!

احمدی صحافیوں کی توجہ کے لئے ضروری اعلان

احمدی صحافیوں کی توجہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی پہلی فرصت میں آئندہ سال شائع ہونے والی ورلڈ پریس ڈائرکٹری کے لئے اپنے نام مختصر حالات زندگی اور فوٹو ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اس اعلان کے مخاطب تمام احمدی صحافی حضرات ہیں۔ جو خواہ دنیا کے کسی کونے میں کام کر رہے ہوں صحافی کی تعریف میں اخبارات میں کام کرنے والے۔ مدیران جرائد۔ نمائندہ اخبارات اور مضمون نگار حضرات شامل ہیں (سیکرٹری جنرل احمدیہ پریس انٹرنیشنل پوسٹ آفس بکس نمبر ۵۱۲۷ کراچی ۳)

راولپنڈی کے خریداران مصباح سے

ماہ اکتوبر تک راولپنڈی میں رسالہ مصباح ہمارے ایجنٹ محمد یٰسین صاحب کے ذریعہ بھجوایا جاتا رہا ہے۔ لیکن ماہ نومبر میں حسابی گڑبڑ کی وجہ سے ابھی تک راولپنڈی میں رسالہ نہیں بھجوایا جا سکا۔ ایسے جو بھائی اور بہنیں ایجنٹ کے ذریعہ مصباح خریدتے تھے۔ وہ فوراً دفتر مصباح میں اطلاع دیں تا انہیں رسالہ روانہ کیا جا سکے۔ (مدیرہ مصباح)

تحریک جدید دور ثانی دفتر اوّل سال اوّل کا بذریعہ تار وعدہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور مکرمی میاں غلام محمد صاحب اختر لاہور سے بذریعہ تار اپنی دور ثانی دفتر اوّل سال اوّل کا وعدہ ۶۷۰/- پیش حضور کرتے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ آپ کا یہ وعدہ حضور کی اقتداء میں گذشتہ انیسویں سال سے اضافہ کے ساتھ ہے۔

دفتر اوّل کا ہر شخص جو ۱۹۳۴ء سے اس جہاد کبیر میں حصہ لے رہا ہے۔ جس کا نام اس کے انیس سال پورے ہو چکے ہوں۔ تو ایک کتاب میں شائع کیا جائے گا۔ اور ان کی فہرست تیار ہو رہی ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اگر کوئی ابھی تک انیسویں سال کی رقم یا سابقہ بقایا میں سے کچھ قابل ادا ہے۔ تو زیادہ سے زیادہ جلسہ سالانہ تک ادا کر دے۔ اور اسے یہ بھی چاہیئے کہ دفتر اوّل کے دور ثانی کے سال اوّل میں بھی گذشتہ سال سے اضافہ کے ساتھ حصہ لے۔ کیونکہ اس پر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اوّل پہلے دور تک اسے اللہ تعالیٰ نے زندگی بخشی۔ اور اس میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب دوسرے دور میں بھی اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے شامل ہو۔ دفتر دوم کے سال دہم میں حصہ لینے والو! آپ پر زیادہ بوجھ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس بوجھ کو آپ سے اٹھاتا ہے۔ اس لئے گذشتہ سالوں سے بڑھ چڑھ کر اپنی قربانی مع بقایا امام کے حضور پیش کریں۔ اور جو ابھی کسی سستی اور غفلت کی وجہ سے شامل نہیں ہوئے۔ وہ کیوں اب تک اس جہاد کبیر کے ثواب سے محروم ہیں۔ سو اب اس موقعہ کو غنیمت جانیں اور شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے آمین

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

سٹیج ٹکٹ کے متعلق ضروری اعلان

احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جلسہ سالانہ کی سٹیج پر بہت محدود سیٹوں کی گنجائش ہوتی ہے۔ اس لئے ایسے احباب جو سٹیج ٹکٹ حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ وہ متعلقہ امراء و پریذیڈنٹ صاحبان کی سفارش کے ساتھ ۵ ر دسمبر ۵۳ء سے قبل دفتر دعوۃ و تبلیغ میں اپنی درخواستیں بھجوا دیں۔ امراء صاحبان از خود بھی موزوں احباب کی سفارش کر سکتے ہیں۔ جو درخواستیں ۱۵ ر دسمبر ۱۹۵۳ء کے بعد وصول ہوں گی۔ ان پر غور نہیں کیا جائے گا۔ آخر میں اس امر کا اعادہ کرنا ضروری ہے۔ کہ ٹکٹیں حسب گنجائش ہی جاری کی جا سکتی ہیں۔ غیر احمدی معززین کے لئے سٹیج کے پاس علیحدہ انتظام بھی ہے۔ جہاں داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوگا۔ ایسی ٹکٹوں کے حصول کے لئے بھی امراء یا پریذیڈنٹ صاحبان کی سفارش کے ساتھ ۵ ر دسمبر ۵۳ء تک درخواستیں بھجوا دی جائیں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ)

دنیا کے مختلف علاقوں میں اسلام کی تبلیغ — بقیہ صفحہ (۳)

مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر لکھتے ہیں۔ چونکہ گولڈ کوسٹ مغربی افریقہ میں ایک بہت بڑا مشن ہے جس میں تین صد کے قریب ۲ جماعتیں ہیں لہٰذا آپ زیادہ تر انتظامی امور میں مصروف رہے آپ سالٹ پانڈ میں قرآن مجید کا درس دیتے رہے اور مختلف جماعتوں کا دورہ کر کے دوستوں کو نصائح فرماتے رہے

سالٹ پانڈ میں کیتھولک پادریوں سے دو دن ۳½ گھنٹے کفارہ، تثلیث، تعدد ازدواج پر بحث کی۔ اور چند ایک کتب انہیں مطالعہ کیلئے دیں۔ عرصہ زیر رپورٹ ۹۸ اشخاص سے ملاقاتیں کیں۔ دو جرنلسٹ مشن ہاؤس میں تشریف لائے جنہیں سلسلہ کے بارہ میں نوٹ لکھوائے جس کے نتیجے میں انہوں نے SUNDAY MIRROR سنڈے مرر میں آپ کا اور مشن ہاؤس کا فوٹو معہ مختصر نوٹ شائع کیا۔ پاکستانی مبلغین کے علاوہ لوکل مبلغین نے بھی کافی حد تک سلسلہ کے کاموں میں دلچسپی لی۔ انہوں نے ۶۰۲ مقامات کا دورہ کیا۔ ۶۳۶۵ میل سفر بذریعہ لاری اور گاڑی کے کیا۔ ۵۹۲ تقاریر کی گئیں۔ ۴۹۹ اشخاص سے انفرادی طور پر ملاقات کی گئی۔ دیگر دفتری کاموں کے علاوہ آپ احمدیہ سیکنڈری سکول کی طرف توجہ دیتے رہے۔ اور عمارت کے لئے سامان وغیرہ خریدا۔ محکمہ تعلیم سے متعلقہ امور کے بارہ میں آپ کو کیپ کوسٹ جانا پڑا۔

مولوی عبد القدیر صاحب اکرا سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک صد سے زائد افراد کو انفرادی طور پر تبلیغ کرنے کا موقعہ ملا۔ جن میں سرکاری ملازمتیں۔ طلبہ۔ تاجر اور غیر ملکی لوگ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ دو صد افراد کو بذریعہ اشتہارات اور لٹریچر پیغام حق پہنچایا۔ شہر میں دورہ سفر کے علاوہ قریباً ۲۷۵ میل بیرون شہر تبلیغی سفر کیا اور ماحول کے دیہاتوں کو پیغام احمدیت پہنچایا۔

زکوٰۃ دینا برکت کا اور مال کے بڑھنے کا موجب ہے۔

تحریک کے پس پردہ ان لوگوں کا ہاتھ تھا جو سیاسی اقتدار حاصل کرنا چاہتے تھے

شیعہ اہلِ حدیث اور دیوبندی ڈائرکٹ ایکشن کے خلاف تھے!

(تحقیقاتی عدالت میں خواجہ ناظم الدین کا بیان)

احرار کے وکیل مسٹر مظہر علی اظہر نے جرح کی۔ اور پوچھا۔ کہ آپ کو اس بات کا علم تھا۔ کہ مجلس عمل کی تشکیل جارحانہ طور پر عمل میں نہیں آئی تھی کیونکہ مجلس نے ساتت ارکان کو شامل کرنے سے قبل ہی الٹی میٹم دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ خواجہ ناظم الدین نے کہا۔ کہ یہ الٹی میٹم دینے کے بعد کی بات ہے۔ لیکن مجھے تاریخ یاد نہیں۔ انہوں نے کہا در اصل یہ خبر فروری میں میرے لاہور آنے سے پہلے ملی تھی۔

س:۔ کیا مجلس عمل کے کسی رکن نے آپ کو بتایا تھا کہ وہ یا مجلس عمل کا کوئی رکن الٹی میٹم یا ڈائرکٹ ایکشن کے خلاف ہے؟ ج:۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ کسی نے بھی رضاکارانہ طور پر مجھے یہ اطلاع نہیں دی تھی۔ لیکن مجھے دوسرے ذرائع سے جو اطلاعات ملی تھیں اُن کی بناء پر میں نے مجلس عمل کے ارکان سے پوچھا تھا۔ کہ کیا یہ اطلاع درست ہے؟ ان ارکان نے اس اطلاع کی تصدیق کی تھی۔ ان میں ایک رکن مولانا احتشام الحق تھے۔

س:۔ کیا آپ کو اطلاع تھی۔ کہ شیعہ۔ اہل حدیث اور دیوبندی اس الٹی میٹم کے خلاف ہیں؟ ج:۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ شیعہ نمائندہ خود ذاتی حیثیت سے عمل کر رہا تھا جہاں تک میری اطلاع کا تعلق ہے شیعہ بحیثیت قوم کی حیثیت سے اس الٹی میٹم کے خلاف تھے۔ خود ساختہ نمائندہ سید مظفر علی شمسی نجی حیثیت سے موجود تھے۔ دوسرے دو گروہوں کی نمائندگی تو صحیح تھی۔ لیکن یہ دو لوگ ڈائرکٹ ایکشن کے خلاف تھے۔

انٹیلیجنس برانچ کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ وہ اپنی اطلاعات کے ذرائع کا انکشاف وزیر پر بھی نہیں کرتی۔ اور وزیر کبھی ان ذرائع کے جاننے کی توقع یا تقاضہ نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا کہ اسی اطلاع کی بناء پر مجلس عمل کے ۱۵ ارکان جو اگرچہ ۲۶ تاریخ کے اُس اجلاس میں موجود تھے۔ جس میں ڈائرکٹ ایکشن کا فیصلہ کیا گیا۔ لیکن چونکہ وہ ڈائرکٹ ایکشن کے خلاف تھے اس لئے اُنہیں گرفتار نہیں کیا گیا۔ س:۔ کیا آپ کو اطلاع تھی۔ کہ بنگال کے علماء ڈائرکٹ ایکشن کے حق میں نہیں تھے؟ ج:۔ ہمیں یقین تھا۔ کہ بنگال میں ایسے مظاہروں کے پھیلنے کا امکان نہیں۔ لیکن مجھے یہ پتہ نہیں۔ کہ اس کے متعلق کوئی خاص اطلاع موصول ہوئی تھی۔ س:۔ کیا آپ نے انٹیلیجنس ڈیپارٹمنٹ کے ذریعہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی۔ کہ آیا بنگال کے علماء ڈائرکٹ ایکشن کی حمایت کریں گے؟ ج:۔ میرا خیال ہے کہ میں نے کبھی ایسی کوشش نہیں کی۔

خواجہ ناظم الدین نے کہا۔ انہیں اس امر کا علم نہیں۔ کہ احمدی قائد ملت لیاقت علی خان کے زمانے میں اپنے مستقبل کے بارے میں تشویش محسوس کرتے تھے۔ اور وہ پاکستان سے باہر اپنے مرکز قائم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ احمدیہ فرقہ کے سربراہ کا خطبہ (دستاویز ڈی۔ ای ۲۱۳) جو اگست ۱۹۵۲ء کے "الفضل" میں شائع ہوا تھا۔ اُن کے علم میں نہیں لایا گیا۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ میں نے کبھی "الفضل" نہیں پڑھا۔ اور احرار کے وفد کے سوا مجھے اس پرچہ میں کوئی چیز کسی نے پیش نہیں کی۔ انہوں نے کہا۔ کہ میں اس چیز سے آگاہ نہیں تھا۔ کہ احمدی اس چیز کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ کہ ایک سال کے اندر اندر اپنے حریفوں کو قدموں میں گرا لیا جائے۔

مسٹر مظہر علی اظہر عدالت کی اس ہدایت کی پابندی نہیں کر رہے تھے۔ کہ انہیں صرف ایسے سوالات کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ جو جماعت اسلامی یا عدالت کی جرح سے پیدا ہوں۔ چونکہ گواہ کو احرار نے نہیں بلایا تھا۔ اس لئے عدالت نے حکم دیا۔ کہ گواہ سے غیر متعلق امور پر سوالات نہیں کئے جا سکتے۔ س:۔ کیا یہ صحیح ہے۔ کہ قائد ملت نے اپنی زندگی کے دوران ۱۹۵۱ء میں احمدیوں کو کراچی میں جلسہ کرنے کی اجازت نہ دی۔ لیکن ۱۹۵۲ء میں قائد ملت کی پالیسی اُلٹ دی گئی؟ ج:۔ میں اس سوال کا پہلے ہی جواب دے چکا ہوں۔ س:۔ کیا آپ کو مولانا عبد الحامد بدایونی نے بتایا تھا۔ کہ اگر آپ مطالبات پر غور کرنے کا وعدہ کریں۔ تو وہ ڈائرکٹ ایکشن ملتوی کرنے پر رضامند ہو جائیں گے۔ ج:۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ہو سکتا ہے۔ کہ بحث کے دوران میں اُنہوں نے کہا ہو۔ کہ اگر یہ سوال دستور ساز اسمبلی میں پیش کر دیا جائے۔ تو وہ ڈائرکٹ ایکشن ملتوی کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ اس کے ساتھ شرط یہ تھی۔ کہ اس سوال کے متعلق میں دستور ساز اسمبلی کو تحریک کروں کہ وہ اسے مان لے۔

س:۔ کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ جب چوہدری ظفر اللہ خان نے ۱۸ مئی کے اجلاس میں شرکت کی تو انہیں اپنے مری حفاظت کے لئے آہنی خود پہننا پڑا؟ ج:۔ نہیں۔

س:۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ کراچی ایڈمنسٹریشن نے اس موقعہ پر دفعہ ۱۴۴ نافذ کر کے لوگوں کو جلسہ کے چار دیواری تک نزدیک آنے سے روک دیا تھا؟

ج:۔ مجھے شک ہے کہ اس قسم کا آرڈر نافذ نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اگر ایسا آرڈر نافذ کیا جاتا تو کوئی شخص بھی جلسہ میں شرکت نہیں کر سکتا۔

سوال:۔ کیا اس جلسہ کے بعد اخباروں میں احتجاج شائع ہوا۔ جواب:۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ عین اسی رات ایک احمدی ادارہ شیزان ریستوران کی کھڑکیاں توڑی گئیں۔ اور پھر غنڈہ گردی بھی ہوئی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ کوئی زیادہ خطرناک چیز رونما نہیں ہوئی۔ تاہم اخباروں نے احتجاج کیا۔ سوال:۔ کیا آپ کو بتایا گیا۔ کہ چودھری ظفر اللہ خان نے اس جلسہ میں کیا کہا؟ جواب:۔ نہیں سوائے اس کے کہ جو کچھ انہوں نے خود مجھے اپنی تقریر کے بارے میں بتایا۔ اس سے مجھے یہ اندازہ ہوا۔ کہ انہوں نے کوئی متنازعہ فیہ بات نہیں کہی۔ لیکن بعد میں لوگوں نے میرے پاس شکایت کی۔ کہ انہوں نے تقریر میں فرقہ دارانہ مسائل کے بارے میں کچھ کہا ہے۔ سوال:۔ کیا ان شکایات کے موصول ہونے پر آپ نے قابل اعتراض باتوں پر ان سے بات چیت کی؟ جواب:۔ نہیں۔ سوال:۔ کیا یہ بات آپ کے نوٹس میں لائی گئی۔ کہ چودھری ظفر اللہ خان کی تقریر نے پورے پاکستان میں اور بالخصوص پنجاب میں بے چینی کی لہر دوڑا دی۔ جواب:۔ چودھری ظفر اللہ خان کی تقریر کی وجہ سے نہیں بلکہ جلسے میں ان کی شرکت کی وجہ سے علماء آگے آئے۔ اور انہوں نے یہ صورت حال پیدا کی۔ اس کے بعد احرار کو دوسرے علماء کی حمایت حاصل ہوئی۔ سوال:۔ کیا آپ نے چودھری ظفر اللہ خان سے دریافت کیا۔ کہ انہوں نے حکومت کے اعلامیہ کے جواب میں بیان کیوں دیا؟ جواب:۔ نہیں۔ سوال:۔ ۱۴ اگست کو جو وفد آپ سے ملاقی ہوا تھا۔ کیا آپ نے اس کے سامنے اشتہار (دستاویز ڈی۔ ای۔ ۱۴۲) پیش کیا تھا؟ جواب:۔ مجھے تاریخ کا تو پوری طرح علم نہیں۔ البتہ اتنا مجھے یاد ہے۔ کہ یہ اشتہار مجھے دکھایا گیا تھا۔ سوال:۔ کیا یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اشتہار میں جو متبادل تجویزیں پیش کی گئیں تھیں۔ آپ نے ان میں سے دوسری کو قبول کر لیا۔ جس میں کہا گیا تھا۔ کہ آپ کو سات کروڑ مسلمانوں کے خلاف قدم اٹھانا چاہیئے۔ جواب:۔ یہ بات اس وقت درست ہوتی۔ جب میں اصل مسائل کے بارے میں پالیسی کی وضاحت کی تجویز کو قبول کر لیتا۔ اس کے بعد اگر اس پالیسی کے خلاف ایجی ٹیشن کی جاتی۔ تب طاقت استعمال کرنے کا سوال پیدا ہوتا۔ لیکن در حقیقت میں حکومت کی حیثیت سے امن و امان برقرار رکھنے کے بنیادی فریضے کی ادائیگی پر قائم رہا۔ سوال:۔ کیا مولانا ابو الحسنات نے ستمبر یا اکتوبر ۱۹۵۲ء میں آپ کے نام کوئی طویل مراسلہ لکھا تھا؟ جواب:۔ مجھے یہ اب یاد نہیں آسکتا۔ سوال:۔ کیا سید مظفر علی شمسی نے ۱۴ فروری کو آپ سے کوئی ملاقات کی تھی؟ جواب:۔ ہو سکتا ہے لیکن مجھے یاد نہیں۔ سوال:۔ کیا آپ نے مجلس عمل کے کسی رکن سے ۲۲ اور ۲۶ فروری کے دوران میں اکیلے ملاقات کی؟ جواب:۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ میں نے ان دنوں اکیلے میں کسی سے ملاقات نہیں کی تھی گفتگو کے دوران میں ہو سکتا ہے۔ کہ میں نے سید مظفر علی شمسی یا وفد کو بتایا ہو۔ کہ انڈونیشیا چودھری ظفر اللہ خان کے خلاف ایجی ٹیشن کو پسند نہیں کرتا۔ سوال:۔ جب وفد لاہور میں آپ سے ملا تھا۔ کیا اس نے چنیوٹ سے ربوہ بارود لے جانے کی بابت کوئی اطلاع دی تھی۔ جواب:۔ ہاں۔ سوال:۔ آپ نے کن حقائق کی روشنی میں یہ تصور کیا تھا۔ کہ ڈائرکٹ ایکشن سے تمام ملک کا امن تہ و بالا ہو جائیگا؟

جواب:۔ پچھلے تجربات خاص طور پر تقسیم ملک سے پہلے کے تجربات نے بتایا ہے۔ کہ سول نافرمانی کی تمام تحریکیں اس اعلان کے ساتھ شروع ہوئیں۔ کہ یہ پُر امن رہیں گی۔ لیکن ان تمام تحریکوں کا خاتمہ تشدد پر ہوا۔ اور یہی چیز پنجاب میں ہوئی۔ سوال:۔ آپ نے اپنی شہادت میں کہا ہے۔ کہ مطالبات کی نامنظوری کے اعلان کے بعد قتل و خون شروع ہو جاتا۔ کیا ایسی صورت حال پر دستاویز ڈی۔ ای ۲۱۱ کے اعلان سے پیدا نہیں ہوئی؟ جواب:۔ نہیں۔ کیونکہ اعلان میں یہ ہرگز نہیں کہا گیا تھا۔ کہ حکومت اس مسئلہ کے متعلق کسی فیصلے پر پہنچ گئی ہے۔

حکومت پنجاب کے وکیل مسٹر فضل الٰہی کی جرح کے جواب میں خواجہ ناظم الدین نے کہا۔ کہ مجھے یاد ہے۔ کہ مارچ ۱۹۵۳ء کے دستور ساز اسمبلی کے اجلاس میں سردار شوکت حیات خان اور میاں افتخار الدین نے ان حالات کے متعلق لاہور کا حوالہ دیا تھا۔ سوال:۔ کیا آپ نے اپنی تقریر میں کہا تھا۔ کہ یہ شریف آدمی اپنی تقریروں میں ہمیشہ غیر ذمہ دارانہ باتیں کہتے ہیں۔ لیکن اس موقع پر انہوں نے زیادہ ذمہ داری کے احساس کا ثبوت دیا ہے؟

جواب:۔ مجھے یاد ہے۔ کہ میں نے کچھ اس قسم کی بات کہی تھی۔ سوال:۔ کیا آپ کو یاد ہے۔ کہ آپ نے اپنی تقریر میں کہا تھا۔ کہ ایجی ٹیشن کی تہ میں سیاسی اقتدار کے حصول کا جذبہ کارفرما ہے؟ آپ کا اس سے حقیقۃً کیا مقصد تھا؟ جواب:۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا۔ کہ اس تحریک کے پس پردہ وہ لوگ ہیں۔ جو سیاسی اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس تقریر میں میری مراد صوبہ پنجاب کے ان لیڈروں سے تھی۔ جن کے ہاتھ میں صوبائی حکومت کی باگ ڈور تھی۔

سوال:۔ کیا نمائندگی کی مساوات (پیریٹی) کے مسئلہ میں مسٹر دولتانہ کے رویہ میں استقامت تھی؟ جواب:۔ نہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ ان میں استقامت نہیں تھی۔

خواجہ ناظم الدین نے بتایا کہ وہ بنیادی اصول کی کمیٹی کی رپورٹ کے سلسلے میں لاہور آئے ہوئے تھے۔

س: وفد کے ذریعہ مسٹر دولتانہ نے آپ کو پنجاب کا نقطہ نظر سمجھایا تھا؟ ج:۔ میں لاہور میں مسٹر دولتانہ کی درخواست اور تجویز پر آیا تھا۔ لیکن جونہی میں وارد ہوا مجھے اطلاع ملی کہ مسٹر دولتانہ مجھ سے ملنے والے وفدوں کو سبق پڑھا رہے ہیں اور بتا رہے تھے کہ انہیں کیا کہنا ہے مجھے اطلاع دی گئی کہ وہ ان وفدوں کو سکھا پڑھا رہے تھے۔ کہ ان کے کہ ان کے ترجمانوں کو میرے سامنے رکھنے کے لئے جب دلائل دیئے جائیں۔ الغرض یہ سارا ابنا بنایا کھیل تھا۔ س:۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ مساویانہ نمائندگی کے مسئلہ پر مسٹر دولتانہ کا رویہ کسی قدر غیر وفادارانہ تھا؟ ج:۔ میرے خیال میں ایسا ہی تھا کیونکہ جتنی دیر تک سفارشات زیر بحث رہیں۔ ان کا موقف یہی تھا کہ مسٹر نور الامین کو مساویانہ نمائندگی قبول کرنے پر آمادہ کیا جائے۔ ڈھاکہ میں انہوں نے پنجاب صوبہ مسلم لیگ کے کونسلروں کو یہ تجویز دی کہ آل پاکستان مسلم لیگ کونسل میں مساویانہ نمائندگی کو قبول کر لیا جائے۔ حالانکہ بنگال کے مسلمان مغربی پاکستان کے مسلمانوں کے مقابلے میں اقلیت میں تھے۔ مساویانہ نمائندگی کو قبول کرنے کے فیصلہ انہوں نے یہ دلیل دی کہ اگر مغربی پاکستان بنگال کو کبھی مساویانہ نمائندگی دیدے تو ہم بنگال کو مرکزیہ دستور میں مساویانہ نمائندگی پر رضامند کر لیں گے۔ جب رپورٹ پر دستخط ہوئے تو بنیادی اصول کی کمیٹی نے مساویانہ نمائندگی کی سفارش کی۔ اور اس پر مسٹر دولتانہ نے مساویانہ نمائندگی کے متعلق کسی شرط کے بغیر دستخط کئے۔ سوال جب آپ پنجاب میں آئے۔ تو انہوں نے کیا رویہ اختیار کیا۔ جواب۔ جب میں پنجاب میں آیا تو مجھ سے جو مختلف وفد ملے۔ انہوں نے مسٹر دولتانہ کی دلیل ہی پیش کی۔ اور میری اطلاع یہ تھی۔ کہ مسٹر دولتانہ ہی نے ان کی تشکیل کی۔ اور انہیں پڑھایا تھا۔ چنانچہ ان ہدایات کی سائیکلوسٹائل پرچیوں ہوئی نقل میرے ہاتھ میں آ گئی۔ جو مجھ سے ملنے والے وفدوں کو دی گئی تھیں۔ سوال۔ آپ کے خیال میں مسٹر دولتانہ کے رویہ میں تبدیلی کیوں آئی۔ جواب:۔ صحیح دیانتداری بات یہ ہے۔ کہ اس وقت ان کے اس رویہ کے لئے وجہ جواز موجود تھی۔ وہ وجہ یہ تھی۔ کہ اس وقت پنجاب میں مساویانہ نمائندگی کے خلاف شدید احساسات تھے۔ پنجاب کے اخبارات مساویانہ نمائندگی کے خلاف تھے۔ اور مرکزی کابینہ میں بھی پنجاب کے نمائندوں نے اس کی واضح طور پر مخالفت کی تھی۔ لہذا مسٹر دولتانہ کے لئے اپنی اس روش کو حق بجانب قرار دینا بے حد دشوار تھا۔ جو اس سے پہلے وہ بنیادی اصول کی کمیٹی میں اختیار کر چکے تھے۔ بہرحال مجھے یہ احساس ہے۔ کہ اگر مسٹر دولتانہ چاہتے تو اپنے صوبہ کو مساویانہ نمائندگی کی اس سفارش پر رضامند کر سکتے تھے۔

میں نے علماء سے ہر موقعہ پر کہا تھا کہ مطالبات پر اصرار ملک کیلئے مفید نہیں ہے

اگر مطالبات مان لئے جائیں تو مسلمان کی صحیح تعریف ناممکن ہے

لاہور ۱۳ر دسمبر:۔ خواجہ ناظم الدین نے پرسوں چیف جسٹس محمد منیر اور جسٹس مسٹر ایم۔ آر کیانی پر مشتمل فسادات کی تحقیقاتی عدالت میں کہا۔ کہ میں نے علماء سے ہر امکانی موقعہ پر کہا تھا۔ کہ احمدیوں کے متعلق مطالبات پر اصرار ملک کے لئے مفید نہیں ہیں۔

سابق وزیر اعظم نے عدالت سے کہا کہ میں آج تیسرے دن بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ میں نے علماء سے کہا تھا۔ کہ ان کے مطالبات کو منظور کرنا بہت مشکل ہے۔ اور آئین میں اگر اس کی گنجائش رکھ بھی دی گئی۔ تو مسلمان کی صحیح تعریف پر اتفاق رائے مشکل ہو جائے گا۔

خواجہ ناظم الدین نے کہا کہ جب میں نے مسلمان کی تعریف کا ذکر کیا تھا تو میرے ذہن میں ایک ایسی تعریف تھی جس کے مطابق احمدیوں پر پابندی لگا دی جائے لیکن مسلمانوں کے دوسرے طبقوں پر اس کا اطلاق نہ ہو۔

خواجہ ناظم الدین نے کہا کہ ختم نبوت کے مسئلہ پر مجھے علماء سے پورا پورا اتفاق ہے۔ لیکن علماء کے اس بیان سے مجھے اتفاق نہیں۔ کہ اس معاملہ میں ناموس پیغمبر علیہ السلام شامل ہے۔

آپ نے کہا۔ کہ اگر علماء کی مخالفت میں عوام سے براہ راست اپیل کی جاتی۔ تو اس کا کوئی اثر نہ ہوتا اس کے لئے درست اقدام یہ تھا کہ اخبارات اور علماء کو اس معاملے میں عوام کو مشتعل کرنے سے روکا جاتا۔ مجھے بتایا گیا تھا۔ کہ میاں دولتانہ احمدیوں کے خلاف تحریک کو دونوں پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے علماء میں اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔

خواجہ صاحب نے کہا۔ کہ اگر دفعہ ۱۴۴ (الف) اور دفعہ ۲۹۵ (الف) کا صحیح استعمال کیا جاتا۔ تو اس صورت میں علماء درست اقدام کرنا بھی چاہتے۔ تو وہ رائے عامہ کی وجہ سے ایسا کرنے کی جرات نہ کر پاتے۔

آپ نے کہا۔ کہ آزادی کا مطلب یہ نہیں کہ کسی کو من مانی کارروائی کرنے کی اجازت دی جائے حکومت پنجاب نے نہ صرف علماء کو جلسہ کرنے کی اجازت دی بلکہ اس نے اس وقت کنٹرول بھی نہ کیا جب مقرر اپنی تقریروں میں اپنی حد سے باہر نکل چکے تھے۔

وزیر اعظم پاکستان کا ایک اور سربمہر مکتوب پنڈت نہرو کو مل گیا

نئی دہلی ۱۴ر دسمبر معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بھارتی وزیر اعظم پنڈت نہرو کو آج پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر محمد علی کی طرف سے ایک سربمہر لفافہ موصول ہوا۔ ان حلقوں نے اس مکتوب کے مندرجات سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہ مکتوب یقینی طور پر کشمیر سے متعلق نہیں ہے۔ اس سے قبل پرسوں بھی پنڈت نہرو کو وزیر اعظم پاکستان کا ایک مکتوب ملا تھا۔ جو کشمیر سے متعلق بتایا جاتا ہے

خواجہ صاحب نے اس سوال سے اتفاق نہ کیا کہ مذہب کسی کے نجی امور میں شامل ہے۔ آپ نے اس خیال سے بھی اتفاق نہ کیا کہ اسلامی حکومت میں ہر شہری کو مذہب۔ نسل اور عقیدے کے باوجود یکساں حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

خواجہ صاحب نے پاکستان کے عوام کے اس خیال سے بھی اتفاق کا اظہار کیا کہ ہمیں اپنے ملک میں اسلامی حکومت قائم کرنی چاہیئے۔ اور اسلامی حکومت کی پابندیاں قبول کرنی چاہئیں۔

آپ نے کہا۔ کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ اس خیال کے حامی تھے۔ کہ پاکستان میں عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا کرنے والی جمہوری حکومت قائم کی جائے۔ جس کی بنیاد اسلامیات پر ہو۔

آپ نے اس امر سے اتفاق کیا۔ کہ مغربی جمہوریت کا فرضی اصول یہ ہے کہ خود مختاری عوام کو سونپی جائے۔

خواجہ صاحب نے مسٹر یعقوب علی خان کی جرح کے جواب میں کہا کہ ۲۷ کی صبح کو جو فیصلے کئے گئے تھے ان میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا تھا کہ صوبوں کو چاہیئے کہ وہ ان رضاکاروں کو روکیں جو کراچی جا رہے تھے۔

آپ نے کہا کہ ۲۷ر فروری کے بعد میں سرحد اور پنجاب کے گورنر یا وزیر اعلیٰ یا دونوں سے ٹیلیفون پر بات چیت کرتا تھا۔ اور صورت حال کے بارے میں ان سے استفسار کرتا تھا۔ میں ان مذاکرات میں ایک سے زائد دفعہ اس امر پر زور دیتا تھا۔ کہ پنجاب کے رضاکار کراچی نہ آنے پائیں۔ اس کے باوجود پنجاب کے رضاکاروں کی کافی تعداد خاص طور پر تحریک کے شروع کے دنوں میں کراچی پہنچتی رہی پنجاب کے انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر انور علی نے ہمیں یقین دلایا تھا کہ پنجاب کے جس مقام سے بھی رضاکار روانہ ہوں گے۔ انہیں پنجاب کی حدود میں ہی روک لیا جائیگا۔ اور کراچی انہیں پہنچنے دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں سندھ نے بھی شکایت کی تھی۔ کہ سندھی افسروں کو پنجاب کے رضاکار روکنے پڑتے ہیں۔ ۱۴ر اگست کو یوم آزادی کے موقع پر میں نے جو تقریر کی تھی۔ اس میں میں نے بڑی احتیاط برتی تھی۔ میں نے دیدہ دانستہ احمدیوں کے خلاف تحریک کا ذکر نہیں کیا تھا ہو سکتا ہے کہ میں نے عام ریمارکس میں فرقہ وارانہ اختلافات کی مذمت کی ہو۔

س:۔ آپ نے اپنی شہادت میں کہا ہے۔ کہ آپ نے حکومت پنجاب کو مطلع نہیں کیا تھا۔ کہ آپ فوج کو چارج سنبھالنے کی ہدایت دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ ج:۔ اس کی وجہ یہ ہے

ٹیلی فون افسروں کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور متعدد افسروں کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور متعدد افسروں کے بارے میں ظاہر اً یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ تحریک سے ہمدردی رکھتے ہیں میں دیکھ رہا تھا۔ کہ ٹیلی فون پر بات چیت کے وقت لیڈروں کی طرف سے مداخلت ہوتی تھی اسی لئے میں ٹیلی فون پر اس قسم کی کوئی بات چیت نہیں کرنا چاہتا تھا جس کے افشاء کا خطرہ ہو۔

س: کیا مسٹر دولتانہ نے آپ سے بات چیت کرتے وقت کبھی اس خیال کا اظہار کیا تھا۔ یا کوئی اسی قسم کی تجویز پیش کی تھی کہ صورت حالات کی خرابی کی وجہ سے فوج کو چارج لینے کا حکم دے دینا چاہیئے۔

ج: اس کے برعکس انہوں نے مجھے ایک قسم کا الٹی میٹم دیا تھا۔ کہ مجھے آدھ گھنٹے کے اندر اندر مطالبات مان لینے چاہیئں۔ تاکہ میاں دولتانہ اس کا اعلان نشر کر سکیں۔

میاں دولتانہ کے وکیل مسٹر یعقوب علی خان نے خواجہ صاحب سے استفسار کیا۔ کہ کیا آپ بہت زیادہ مذہبی خیالات کے آدمی ہیں۔

خواجہ ناظم الدین نے کہا۔ کہ میں اپنے آپ کو گنہگار خیال کرتا ہوں۔ آپ نے کہا۔ کہ پاکستان کے اسلامی آئین کا خیال میرا خیال نہیں۔ بلکہ یہ قائد اعظم کا خیال ہے۔ جب اس سلسلے میں خواجہ صاحب سے ان کے اپنے خیالات پوچھے گئے۔ تو آپ نے جواب دیا۔ کہ قیام پاکستان سے پہلے عوام سے وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ پاکستان ایک اسلامی حکومت ہوگی۔ آپ سے پوچھا گیا۔ کہ کیا آپ خود بھی یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی آئین نافذ ہو۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ ہاں میں بھی یہ چاہتا ہوں آپ نے کہا۔ کہ قیام پاکستان کے بعد سارے علماء یہی تقاضا کرتے رہے تھے۔ کہ پاکستان میں اسلامی حکومت قائم ہونی چاہیئے۔ (ناتمام)

کشمیر کے متعلق وزرائے اعظم کے معاہدہ پر جلد عمل درآمد کیا جائے گا

نئی دہلی ۱۴ دسمبر آج یہاں معتبر حلقوں نے بتایا کہ بھارتی وزیر اعظم پنڈت نہرو کو وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی کا خط موصول ہونے سے یہ امید پیدا ہو چلی ہے کہ کشمیر کے متعلق وزرائے اعظم کے معاہدہ دہلی پر جلد ہی عمل شروع ہو جائے گا۔ ان حلقوں نے بتایا کہ وزیر اعظم پاکستان نے پنڈت نہرو کو نہ صرف یہ اطلاع دی ہے۔ کہ حکومت پاکستان نے معاہدہ دہلی کے مطابق سول اور فوجی افسروں کی ماہر کمیٹیاں مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ بلکہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ ان کمیٹیوں میں کس کس کو رکھا گیا ہے۔ نئی دہلی کے حلقوں نے کمیٹیوں کے ممبروں کے نام بتانے سے انکار کیا۔ یہ کمیٹیاں اب سے بہت پہلے مقرر ہو جانی چاہیئے تھیں۔ لیکن بعض وجوہ سے اس پروگرام پر عمل درآمد نہ ہو سکا جو معاہدہ پر دستخط کرتے وقت وزرائے اعظم کے ذہن میں تھا۔

افریقہ میں سب سے زیادہ طاقتور مسلم مملکت قائم ہو سکتی ہے

افریقہ ۱۴ ر دسمبر۔ مصر کے صدر جنرل نجیب نے کل اعلان کیا۔ کہ مصر اور سوڈان دونوں کو ملا کر ایک یونین بنانے سے افریقہ کی سب سے زیادہ طاقتور مملکت کا قیام عمل میں آ سکتا ہے۔ اور اس طرح اسلامی ممالک کے اتحاد کا سنگ بنیاد رکھا جا سکتا ہے۔ جنرل نجیب نے طلباء کے ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے قاہرہ میں کہا۔ کہ اگر وادئ نیل کا اتحاد عمل میں آ گیا۔ تو یہ عالم اسلام کے اتحاد کے لئے ریڑھ کی ہڈی ثابت ہوگا۔ اور اوقیانوس سے ملایا تک اور بحیرہ روم سے جنوبی افریقہ تک پان اسلامک یونین کی بنیاد ثابت ہوگا۔ مصر کے وزیر رہنمائی نے اعلان کیا۔ کہ ہم جانتے ہیں۔ کہ سوڈان کے لوگ مصر اور سوڈان کی ایک مملکت قائم کرنے کا فیصلہ کریں گے۔

چودھری ظفر اللہ خاں کی تقریر

(بقیہ صفحہ اول)

قانونی طور پر اس کی سپلائی کے سلسلے میں ہر ذمہ داری اٹھانے کے لئے تیار ہے۔ آپ نے کہا یہ امر ان امور میں سے ایک ہے۔ جن کو منصوبے پر کام شروع کرنے سے پہلے ہی زیر بحث لانا چاہیئے تھا۔ حصول آب کے سلسلے میں موجودہ حقوق کی حفاظت کے پیش نظر جب تک معین اور واضح ذمہ داریاں قبول نہ کی جائیں۔ یہ منصوبہ اپنی تکمیل پر جبکہ بجلی کی پیداوار کے لئے اسے بیشتر پانی صرف ہونے لگے گا۔ دریا میں ان زمینوں کی آبپاشی کے لئے پانی کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہنے دیگا جنہیں اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ آپ نے اس ضمن میں دریائے اردن کے بہاؤ کے متعلق خود اسرائیلی حوالوں اور فنی رپورٹوں سے یہ ثابت کیا۔ کہ دریا کے بہاؤ کا رخ پھیرنے سے پانی کی مجموعی سپلائی بہت بری طرح متاثر ہوگی۔ آپ نے کہا۔ اسرائیل نے کہا ہے کہ یہ ذمہ داری بھی اٹھانے کے لئے تیار ہے۔ اور وہ ذمہ داری بھی اٹھانے کے لئے تیار ہے۔ میں ان یقین دہانیوں پر شبہ نہیں کرتا۔ لیکن اس وقت جو صورت حال ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ غیر فوجی علاقے کے لوگ نہ شام کے زیر اقتدار ہیں۔ اور نہ اسرائیل کے۔ اب اگر منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کی اجازت دے دی جائے۔ تو وہ بیچارے مملکت اسرائیل کے رحم و کرم پر آ رہیں گے۔ اور صرف اسی صورت میں مراعات حاصل کر سکیں گے۔ کہ اسرائیل اپنی یقین دہانیوں کو پورا کرے۔ اس طرح اسرائیل کے اس ایک اقدام سے وہ صورت حال بدل جائیگی جو معاہدہ صلح کی وجہ سے رونما ہوئی تھی۔ حالانکہ دونوں میں سے کسی ایک مملکت کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کہ وہ اس علاقے میں اپنے اقتدار کو استعمال کرے یا سول انتظامیہ میں کسی قسم کی مداخلت کی مرتکب ہو۔

چودھری محمد ظفر اللہ خاں نے اپنی تقریر میں زیادہ وقت جنرل بینیکے کی رپورٹ کی تفصیلات کا تجزیہ کرنے اور اس منصوبے کے متوقع اثرات اور نتائج بیان کرنے پر صرف کیا۔

مسٹر نکسن پشاور سے عازم کابل ہو گئے

پشاور ۱۴ ر دسمبر امریکہ کے نائب صدر مسٹر نکسن آج صبح گیارہ بج کر چالیس منٹ پر دہلی سے بذریعہ طیارہ پشاور پہنچے۔ صوبہ سرحد کے گورنر وزیر اعلیٰ پاکستانی فوجوں کے کمانڈر امریکی قونصل جنرل اور دوسرے اعلیٰ فوجی و شہری افسروں نے ان کا استقبال کیا۔ مسٹر نکسن نے ایک گھنٹہ تک پشاور کے گورنمنٹ ہاؤس میں قیام کیا۔ اور موٹر پر پشاور شہر کا دورہ کیا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد وہ ہوائی جہاز پر کابل روانہ ہو گئے۔

امریکہ پاکستان کو فوجی امداد نہ دے

افغان حکومت کے ترجمان اخبار کا مطالبہ

کابل ۱۴ ر دسمبر۔ افغان حکومت کے ترجمان اخبار "انیس" نے ایک ایڈیٹوریل میں لکھا ہے۔ کہ اگر امریکہ نے پاکستان کو اسلحہ اور جنگی سامان دیا ہے۔ تو افغانستان اسے اپنے حق میں غیر دوستانہ فعل تصور کرے گا۔

کراچی ۱۱ ر دسمبر کل سے کراچی میں حیدر آباد دکن کے مہاجرین کی ایک کل پاکستان کانفرنس منعقد ہو رہی ہے کانفرنس کا پہلا اجلاس خالق دینا ہال میں دو بجے منعقد ہوگا۔

بقیہ لیڈر صفحہ ۲ سے آگے

نہ صرف اپنے دوسرے مسائل کو سلجھا سکتے ہیں۔ بلکہ اسرائیل جیسے خطرے کی روک تھام بھی وہ اپنی مرضی کے مطابق کر سکتے ہیں اس موقعہ پر خدا کرے۔ کہ شاہ فیصل کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہو جائے۔ اس موقعہ پر دوسری اسلامی سلطنتوں اور خاص طور پر پاکستان کا فرض ہے۔ کہ وہ عرب ممالک کو آپس میں قریب کرنے کی کوشش کریں۔ اور ان کے مسائل کو جلد از جلد حل کرانے میں مدد دیں۔ عرب ممالک کے اتحاد سے نہ صرف ان کی اپنی حالت سدھرے گی۔ بلکہ اس سے بین الاقوامی امن کے قیام کے لئے ایک تیسری توازنی طاقت کا امکان بھی ہے۔ اگر پاکستان ایسا کر سکے۔ تو اس کا یہ کردار یقیناً بہت ہی دور رس اور شاندار ہوگا۔ اور خود اس کی بین الاقوامی پوزیشن کو بھی پہلے سے زیادہ مضبوط اور بلند کر دیگا۔

مسلم ممالک ایسا بلاک بنائیں گے جو مشرقی اور مغربی ممالک سے کم طاقتور نہ ہوگا

قاہرہ ۱۴ ر دسمبر۔ پاکستان کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد نے کل ریاض روانہ ہونے سے قبل ایک ملاقات میں بتایا۔ کہ مسلم ممالک ایک بلاک بنائیں گے۔ جو مشرقی و مغربی بلاکوں سے کم طاقتور نہیں ہوگا۔ یہ ملاقات مصر کے مشہور اخبار القاہرہ میں شائع ہوئی ہے۔ مسٹر غلام محمد نے مزید بتایا۔ کہ پاکستان نے ابھی تک دولت مشترکہ سے علیحدگی اختیار کرنے کے سوال پر غور نہیں کیا۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اینگلو مصری مذاکرات کے نتیجہ میں برطانوی فوجیں نہر سویز کا علاقہ خالی کر دیں گی۔ اپنی روانگی کے وقت مصری قوم سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر غلام محمد نے اعلان کیا۔ کہ مصر سیاسی جغرافیائی اور ثقافتی اعتبار سے ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ اور کسی ایسی جگہ کے رہنے والوں کو جہاں کچھ فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ وہاں نقصانات بھی اٹھانے پڑتے ہیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ میرے بھائی ان خطرات کو اپنے ذہنوں میں محفوظ رکھیں گے۔ جو کسی ایسی جگہ پر پیش آ سکتے ہیں۔ اور اپنے مفاد کے لئے کام کریں گے۔ اور انہوں نے امید ظاہر کی۔ کہ مصری عوام اپنے انقلاب سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں گے۔

سعودی عرب کے نئے سلطان کا صدر آئزن ہاور کے نام مکتوب

واشنگٹن ۱۴ ر دسمبر۔ نئے سلطان سعود ابن عبد العزیز والئ سعودی عرب نے صدر آئزن ہاور کے نام ایک مکتوب روانہ کیا ہے۔ جس میں یہ امید ظاہر کی گئی ہے۔ کہ امریکہ اور سعودی عرب کے درمیان دوستانہ تعلقات بدستور قائم رہیں گے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سعودی عرب کے سفیر متعینہ امریکہ شیخ اسد الفقیہ نے گذشتہ روز دفتر خارجہ امریکہ میں نائب وزیر برائے معاملات مشرق وسطیٰ سے ملاقات کی۔ اور اپنے نئے سلطان کا مکتوب اس درخواست کے ساتھ ان کے حوالہ کیا۔ کہ اس کو صدر آئزن ہاور کی خدمت میں پہنچا دیا جائے۔ اس کے بعد مسٹر الفقیہ نے صحافیوں کو بتایا۔ کہ مکتوب نئے سلطان اور صدر آئزن ہاور کے درمیان نجی خط و کتابت سے متعلق ہے۔ اس میں انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ دونوں ممالک کے درمیان اسی طرح دوستانہ تعلقات قائم رہیں۔ جیسے کہ ان کے والد کے زمانہ میں تھے۔